بسم اللہ الرحمن الرحیم

الدین النصیحۃ

ایک نصیحت آموز اور ترغیبی خط

جو

تبلیغی جماعت کے ایک مخلص کارکن کے نام ہے جس میں ذکر کے متعلق شیطان کے ایک علمی اور ایک وہمی بے بنیاد دھوکے کو واضح کیا گیا ہے۔

○

حسب ارشاد قطب العالم حضرۃ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی ظلہ العالی طبع ہُوا

از محمد اقبال مدینہ منورہ

مکتبہ زکریا خلیل

۳۸- محمدی پارک، راج گڑھ، لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الدین النصیحۃ

ایک نصیحت آموز اور ترغیبی خط

حسب ارشاد قطب العالم حضرۃ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی مدظلہ العالی

طبع ہوا

از محمد اقبال مدینہ منورہ

معاونت خصوصی برائے ترتیب و کمپوزنگ

حضرت جناب آفتاب احمد (مدینہ منورہ)

ترتیب و کمپوٹر کمپوزنگ: محمد نور باری

مکتبہ اقبالیہ

نور حراء پبلیشرز

ای میل: noorbari786@gmail.com

فون: 0092-312-2502281

٥ ربیع الاول ١٤٤٤

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الدین النصیحۃ

ایک نصیحت آموز اور ترغیبی خط

جو

تبلیغی جماعت کے ایک مخلص کارکن کے نام ہے جس میں ذکر کے متعلق شیطان کے ایک علمی اور ایک وہمی بے بنیاد دھوکے کو واضح کیا گیا ہے۔

○

حسب ارشاد قطب العالم حضرۃ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب مہاجر مدنی مدظلہ العالی طبع ھوا

از محمد اقبال مدینہ منورہ

مکتبۂ زکریا خلیل

۳۸- محمدی پارک، راج گڑھ، لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

عن مدینہ منورہ علیٰ منورھا الف الف صلوٰۃ والسلام۔ عزیز گرامی قدر و منزلت
زاد شوقکم و عشقکم۔

بعد سلام مسنون: محبت نامہ بیماری میں ملا۔ جس کو پڑھ کر اور بھی بیمار ہوگیا۔
جس خلوص و محبت سے آپ نے اپنے دینی جذبات کا اظہار کیا اور بندۂ نااہل کی
خدمات حاصل کرنا چاہی اس نے مجبور کر دیا کہ میں اپنے خیالات کو تفصیل سے عرض
کر دوں۔ اس سے پہلے بھی آپ کا خط آیا تھا اور ذکر شغل کے متعلق آپ نے مجھ سے
پوچھا تھا۔ میں نے اس وقت بھی قطع نظر اپنی نااہلیت کے آپ کی خیر خواہی کے
پیش نظر بہت زور سے لکھا تھا کہ آپ اس معاملہ میں ہمارے بزرگ اور حضرتِ
اقدس شیخ دام مجدہم کے مجاز حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب سے رجوع
کریں۔ کیونکہ آپ کو ان سے مناسبت ہے، عقیدت ہے اور آپ کے اندر تبلیغی
کام کی تڑپ ہے ان سے پورا جوڑ بیٹھ جائے گا۔ جو کہ اس لائن کی ضروری شرط ہے۔

آپ کے خط سے معلوم ہوا کہ آپ کے ہاں تبلیغ کے مبارک کام کے بند ہو
جانے سے آج کل چونکہ آپ فارغ ہیں تو چاہتے ہیں کہ چلو اس فراغت میں ذکر شغل
ہی کر لیا جاوے۔ اللہ پاک کا مبارک نام تو وہ ہے کہ چاہے ذکر و ثواب کی نیت سے
نہ بھی کیا جاوے۔ ویسے ہی محاورہ کے طور پر منہ سے نکل جاوے تو وہ بھی دنیا و
مافیہا سے زیادہ قیمتی ہے اور کچھ نہ کچھ اثر کئے بغیر نہیں رہتا۔ لیکن ذکر لسانی کے

ذریعہ حقیقی ذکر اور اللہ تعالےٰ سے خصوصی نسبت اور تعلق پیدا کرنے کی لائن کو اختیار کرنا مستقل آداب و شرائط چاہتا ہے۔ اس کی تفصیل اس وقت عرض نہیں کرتا۔ اس وقت تو ایک غلط فہمی اور شیطانی فریب کو دور کرنا ہے جو میرے دل کا زخم بنا ہوا ہے۔ جس کو آپ کی تحریر نے چھیڑ دیا ہے۔ اس کے دو جز ہیں۔ ایک تو یہ کہ آپ نے تبلیغ کے کام سے اپنے کو فارغ سمجھ لیا۔ دوسرے یہ کہ تبلیغی مشغولی میں ذکر کی ضرورت اتنی نہیں ہوتی۔ جتنی فارغ کو ہوتی ہے۔ پہلے جزو کے متعلق عرض ہے کہ کسی رکاوٹ کی وجہ سے اپنے کو فارغ سمجھ لینا۔ کام کے نہ سمجھنے کی علامت ہے، اگر یہ کام خدانخواستہ مٹ جائے تو اپنے کو بھی مٹا دینا چاہیئے۔ یہی وقت تو زیادہ جان کھپانے اور گھلنے کا ہے تاکہ رکاوٹیں دور ہوں اور کام کا عام راستہ کھلے۔ البتہ حالات کے بدلنے سے کام کی نوعیت اور طریقہ دوسرا ہوگا۔ جیساکہ شروع میں سعودی عرب کا یہی حال تھا کہ یہاں موجودہ ترتیب سے کام کی اجازت نہ تھی اس وقت حضرت مولانا سعید احمد خان صاحب حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب۔ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب (یہ تینوں حضرت شیخ کے ذکر کی لائن میں مجاز ہیں) و دیگر خواص نے حضرت دہلوی قدس سرہٗ اور ان کے بعد حضرت جی مولانا یوسف صاحب کی ہدایات کے مطابق یہاں شب و روز محنت کی۔ اور اس محنت سے پہلے حضرت دہلوی بنفس نفیس یہاں خود اس وقت کے حالات کے مطابق زمین ہموار کر گئے تھے۔ اور بیج ڈال گئے تھے۔ پھر آہستہ آہستہ برسوں کی محنت کے بعد عوام مانوس ہوئے۔ حکومت مطمئن ہوئی تب جاکر عام راستہ کھلا۔ اس وقت کا کام حضور اقدس صلی اللہ

علیہ وسلم کی مکّی زندگی کے کام کے مشابہ تھا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے یہاں پہ مدنی دور بھی دکھلا دیا۔ کہ بڑے بڑے اجتماع ہو رہے ہیں۔ مسجدِ نبوی اور مسجدِ حرام سے ساری دُنیا کیلئے عربوں کی جماعتیں نکل رہی ہیں۔ جن کو دیکھ کر محض تماشا دیکھنے والے غیر متعلق لوگوں پہ بھی رقت طاری ہو جاتی تھی وغیرہ مناظر ہمارے سامنے کے ہیں۔ جملہ رکاوٹیں مثلاً حکومتوں کے محکمہ سی آئی ڈی۔ محکمہ کسٹم۔ محکمہ زرِ مبادلہ محکمہ امیگریشن (پاسپورٹ وغیرہ وغیرہ) محکمہ امورِ دینیہ سب مطمئن اور تعاون کے لئے تیار تھے اور حقیقت میں تائیدِ غیبی شاملِ حال تھی۔ جماعت میں عام طور سے یہ فقرہ مشہور تھا کہ فلاں رکاوٹ آئی دو رکعت صلوٰۃ الحاجہ پڑھ کر دعا کی اللہ تعالےٰ نے دور فرما دی۔ اس کام سے غیر متعلق مشائخ اور علماء حق کی تائید اور دعائیں ساتھ تھیں ایک مختصر طبقہ بدعتی وغیرہ کی مخالفت رہی۔ جس کو عام طور پہ خود ان مخالفوں کے حلقے بھی اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے اور کچھ غلط لوگوں کا مخالف ہونا کام کی حقانیت کے دلائل میں سے ہوتا ہے غرض کام اتنا بڑھا کہ یورپین ملکوں کے گرجے مساجد میں تبدیل ہونا شروع ہو گئے۔ اور جن ممالک یورپ، امریکہ، جاپان وغیرہ میں اسلام کی تبلیغ اور ترقی کا وہم بھی مشکل تھا وہاں سے تبلیغ کے لئے جماعتیں آنا شروع ہو گئیں وہاں کے لوگ پکے مسلمان بن گئے۔ وہاں مدارس مساجد قائم ہوئے ان ملکوں سے دین کے عظیم تکمیلی رکن "حج" کو ادا کرنے والے یہاں آنے شروع ہو گئے اور یہ انقلاب کسی اور دینی کام کے ذریعے نہیں ہو رہا تھا۔ یہ سب اسی مبارک کام کے نتائج تھے۔

ظاہر ہے اس منظر نے شیطان کی کمر توڑ دی اس کی اسکیمیں فیل کر دیں

کیونکہ وہ عموماً حب مال اور حُبِ جاہ کے ذریعہ اپنا کام کیا کرتا ہے۔ لیکن اس مبارک کام میں اس کے حصُول کے راستے تو بچیا ہوتے۔ انہیں چیزوں کی قربانی کام کہلاتی تھی۔ یہ سب باتیں تو بہت تفصیل سے آپ کے سامنے بھی ہیں۔ میں اس لئے تحریر کر رہا ہوں تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ چیزیں میرے بھی سامنے ہیں کیونکہ اللہ کے فضل سے میں آج سے چالیس برس پہلے اس کام میں لگا تھا۔ اور مجھے میرے آقا و مرشد میرے ملجا۔ و ماویٰ اسی مبارک کام کے راستے سے ملے اس لئے مجھ پر اس کام کے خصوصی احسانات اور حقوق بھی ہیں[1]۔

آپ کو جو قلق و اضطراب ہو رہا ہے وہ ہمارے سارے ہی اکابر کو ہے اور ہمارے اکابر وہی ہیں۔ جن کو اس کام سے خصوصی یا عمومی تعلق و ہمدردی ہے اور جو کوئی مخالف ہے وہ ہمارے اکابر میں سے نہیں۔ اکابر کے غم کا اثر ہم خدام پر بھی بہت ہے۔ بندہ اپنے مخصوص اعذار کی بنا پر آج کل عملی طور پر کام میں شریک نہیں، لیکن اس کام سے عشق کے درجہ کا تعلق ہے۔ گو عشق میں کسی شرعی یا غیر شرعی عذر یا مصلحت کا لحاظ نہیں ہوا کرتا لیکن میرے عشق کی باگ ایسے مشفق و مربی کے ہاتھ میں ہے جو تبلیغ کے سرپرست ہیں وہ امام التبلیغ حضرت دہلویؒ کے نزدیک حضرت دہلویؒ ہی کے الفاظ میں

---

[1] پندرھویں صدی کے آغاز پر کعبۃ اللہ میں جو المناک حادثہ پیش آیا اس کے بعد سے سعودی عرب میں لوگوں کے یکجا مجتمع ہونے پر پابندی عائد کر دی گئی جس کی وجہ سے تبلیغی جماعت کا کام بھی بند ہو گیا۔

ان کے پُشت پناہ اور اکابر کی جماعت میں اس کام کی سب سے زیادہ حمایت و تائید کرنے والوں میں اور مخالفتوں اور فتنوں کا سدباب کرنے والوں میں اور اعتراضات کا جواب دینے والوں میں ہیں۔ پھر اس وقت شریعت وطریقت کے امام ہیں۔ اس مبارک کام میں شروع سے لے کر اب تک حضرت اقدس کا بنیادی اور مؤثر اور نمایاں حصہ رہا ہے اور دوسری طرف بھی مبارک کام حضرت کے فیوض کو سارے عالم میں پھیلنے کا ذریعہ بن کر حضرت کی بلندیٔ درجات کا ذریعہ ہے۔ ایسی حالت میں کام میں عملی شرکت کی نوعیت کا جتنا طرزِ عمل حضرت کی منشا کے خلاف نہ ہوگا۔ اس پر اطمینان ہے اور جتنا خلاف ہوگا۔ اس کا افسوس اور تقصیر کا اعتراف ہے۔ مقصد یہ ہے کہ کام کے بند ہوجانے سے مجھے بھی اضطراب اور فکر اِنشاءَ اللہ کسی سے کم نہیں۔ اضطراب و فکر پہ اللہ کا فضل ہوا ہی کرتا ہے۔ اس میں بعض دفعہ ابتلاء کی وجہ اور امید کا حل سمجھ میں آجایا کرتا ہے۔ اپنا تعارف کرانے کے بعد ہی حل آپ کو لکھنا مقصود ہے اور توفیق اللہ ہی کے ہاتھ ہے۔

یہ مبارک کام شیطان پہ بہت ہی گراں گذرا اور اس کام کو خراب کرنے کے تمام راستے بھی بند پائے۔ تو اس کام سے براہ راست کوئی تعرض نہیں کیا، بلکہ کام کے ظاہرہ جسم کو خوب موٹا تازہ ہونے دیا، لیکن چور دروازے سے گھس کر محافظتی قلعہ اور کام کی روح پر ایسی چالاکی سے حملہ کیا کہ خود تبلیغ والے تبلیغ کی زندگی اور پھیلاؤ کو اس کی روح کے مرجانے میں منحصر سمجھنے لگ گئے اور غیر

شعوری طور پر یہ احساس ہو گیا کہ جو قوت اور وقت فتنوں سے بچاؤ کی چیز اور رُوح کی تازگی میں خرچ ہوتا ہے وہ بھی جسم پر ہی خرچ ہونا چاہیئے اور اس خطرناک مہلک غلطی پر پردہ ڈالنے کیلئے رُوح کا نام اور حفاظتی قلعہ کا فقط نام باقی رکھا جائے۔ وہ رُوح اور حفاظتی قلعہ کیا ہے وہ ذکراللہ ہے۔ جو ساری عبادات نماز و جہاد وغیرہ اور تبلیغ کے چھ نمبروں کی بھی رُوح ہے اور چھ نمبروں کی ترتیب کے علاوہ تبلیغ کے جو دوسرے طریقے ہیں۔ اُن کی بھی رُوح ہے، فتنوں اور رکاوٹوں کو دُور کرنے والی بھی ہے اور امدادِ غیبی، اللہ پاک کی خصوصی عنایت اور معیت شاملِ حال کرنے والی بھی ہے۔ شیطان نے نہ صرف اس روح کو کمزور کرنے کی کوشش کی، بلکہ اس کے وجود کی مخالفت کرنے پر آمادہ کر دیا۔ اور اپنی اس ناپاک سکیم میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ذکراللہ کے متعلق ایک علمی اور ایک وہمی دھوکہ دیا۔ پہلے علمی دھوکہ کا بیان ہوگا پھر اس کے ثبوت میں لسانی ذکر اللہ کی اہمیت اور تبلیغ میں اس کی ضرورت کو جامعین شریعت و طریقت رؤسائے تبلیغ حضرت مولانا الیاس قدس سرہٗ، حضرت جی مولانا یوسف صاحب قدس سرہٗ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب دامت برکاتہم کے ارشادات اور واقعات بیان ہوں گے۔ پھر اس سب کے باوجود ذکر کی مخالفت کرنے والوں کا وہمی دھوکہ میں آنے کا بیان ہوگا اور اس کی تصدیق میں واقعات اور مشاہدات کا ذکر ہوگا

علمی دھوکہ: ذکراللہ تبلیغ کے چھ نمبروں میں ہے۔ شیطان کو اس کی مخالفت کرنا آسان نہ تھی، تو اس نے مغالطہ دینے کے لئے ایک واقعی سچی بات اور بڑی

اعلیٰ حقیقت کے الفاظ کو استعمال کیا۔ جو کَلِمَۃُ حَقٍّ اُرِیْدَ بِھَا الْبَاطِل کا مصداق ہو گیا۔ اس سچی بات کو جس پر تمام مشائخ کا اتفاق ہے۔ اس کو حضرت دہلویؒ ہی کے الفاظ میں بیان کرتا ہوں۔ فرمایا: کہ علم و ذکر کو مضبوطی سے تھامنے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت ہے۔ مگر علم و ذکر کی حقیقت اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے ذکر کی حقیقت عدم غفلت اور فرائض دینی کی ادائیگی میں لگے رہنا اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے۔ اس لئے دین کی نصرت اور اس کے فروغ کی جد و جہد میں مشغول رہنا ذکر کا اونچا درجہ ہے۔ بشرطیکہ اللہ کے اوامر اور مواعید کا دھیان رکھتے ہوتے ہو۔

یہ مبارک کلمات بالکل حق اور متفق علیہ ہیں۔ اس طرح نماز جو دینی فرائض میں سب سے اعلیٰ ہے۔ اس کا اللہ کی یاد ہونا بھی اعلیٰ ذکر ہے۔ نماز کا اللہ کی یاد کے لئے ہونا قرآن پاک میں بھی آیا ہے ارشاد ہے: اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِی۔ اور حدیث پاک میں ہے کہ نماز کی حالت میں خدا اور بندہ کے درمیان سے پردہ اٹھالیا جاتا ہے دوسری جگہ ہے کہ بندہ کو اللہ تعالےٰ سے سب سے زیادہ قرب سجدہ کی حالت میں ہوتا ہے۔ اسی لئے نماز کو معراج المومنین کہا جاتا ہے۔ کیونکہ معراج میں بہت ہی قرب، حضوری، مناجات اور مکالمہ ہوا تھا۔ اس کا نمونہ امتیوں کے لئے نماز میں رکھ دیا گیا۔ یہ ساری حالت عدم غفلت اور حقیقی ذکر ہی تو ہے۔ اسی طرح درجہ بدرجہ دوسرے فرائض اور دین کی نصرت و فروغ کی جد و جہد کا حال ہے۔ اس حقیقت کو بیان کرتے وقت اوپر کے خط کشیدہ الفاظ جو حقیقی ذکر حاصل ہونے کی شرط ہے اس کو چھوڑ دیا جاتا ہے یا اس کی وضاحت نہیں کی جاتی۔ یعنی حضرت

کے الفاظ "بشرطیکہ اللہ کے اوامر اور مواعید کا دھیان رکھتے ہوئے ہو" اس کی وضاحت میں خود ہی حضرت دہلوی یوں فرماتے ہیں کہ فرائض میں گنا حتیٰ کہ نماز پڑھنا بھی اگر اللہ کے اوامر اور مواعید کے دھیان کے ساتھ نہ ہو تو اصلی ذکر نہیں بلکہ صرف جوارح کا ذکر ہے اور قلب کی غفلت ہے۔ بندہ عرض کرتا ہے کہ غافل قلب کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز سے گو فرض ادا ہو جاتا ہے۔ مگر قرآنِ پاک فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلٰوتِهِمْ سَاهُوْنَ بھی آیا ہے اور ایسی نماز صلوٰۃِ منافق کے مشابہ ٹھہرے گی۔ جس کی نسبت حدیث پاک میں فرمایا لَا يَذْكُرُ اللّٰهَ فِيْهَا إِلَّا قَلِيْلًا اور ایسی نماز کی نسبت لَمْ يَزْدَدْ بِهَا مِنَ اللّٰهِ إِلَّا بُعْدًا کی وعید آئی ہے۔ یعنی ایسی نماز کا باعث بُعد ہونا۔ اور دوسری روایت میں پرانے کپڑے کی طرح منہ پر مار دیا جانا نماز کا مصلی کے لئے بد دعا کرنا بھی آیا ہے، لیکن قلب کی عدم غفلت یعنی ذاکر و صالح قلب کے ساتھ جب نماز پڑھے گا تو اس میں کیفیت احسان کی وجہ سے اخلاص، خشوع خضوع، حضوری سب کچھ ہوگا۔ پھر یہ نماز اعلیٰ درجہ کا ذکر کہلائے گی۔ حاصل یہ کہ فرائض وغیرہ کے ذکر ہونے کا مدار قلب کی اصلاح اور اس کے ذاکر ہونے پر ہوا۔ لہٰذا قلب کی اصلاح ظاہری اعمال کی اصلاح کے لئے شرط ہوئی اور مقدم ہوئی اسی کو حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ الحدیث۔ معروف ذکر شغل یعنی ذکر لسانی وغیرہ مثلاً افضل الذکر کلمہ طیبہ کا تکرار وغیرہ کو اختیار کرنے میں زور دینے سے ایک مقصد ان کے فضائل حاصل کرنا ہوتا ہے۔ دوسرا اہم مقصد اس کے ذریعہ

قلب کی اصلاح کرنا ہوتا ہے تاکہ پھر صالح قلب کے ذریعہ دینی فرائض کی ادائیگی
تبلیغی جدوجہد بلکہ بیع و شرا۔ یہاں تک کہ لڑائی جھگڑا ساری زندگی حقیقی ذکر میں شمار
ہو۔ کیونکہ اس طرح اعمال میں دھیان کہو یا ذکر کہو حاصل ہوکر خط کشیدہ شرط پوری
ہوگی تو ایمان و احتساب اور تصحیح نیت کا اعلیٰ درجہ یعنی احسان کے ساتھ
اعمال ہوں گے اس وقت وہ اعمال خود ذکر کہلائیں گے اور حقیقی ذکر کا سبب
ہوں گے۔ اس کی عام فہم مثال اس طرح سمجھیں کہ کہا جاتا ہے کہ زرخیز زمین پر
ہل جوتنے پانی دینے اور محنت کرنے سے غلہ حاصل ہوتا ہے۔ غلہ کے حصول
میں زمین اور اس پر محنت کا نام لیا جاتا ہے۔ لیکن اس مقصد کے لئے یعنی
غلہ حاصل کرنے کیلئے پہلے تھوڑا سا غلہ مٹی میں ملایا جاتا ہے۔ جس کو بیج کہتے ہیں
اور عام طور پر اس کا نام نہیں لیا جاتا۔ حالانکہ اس کا ہونا لازمی شرط اور مقدم ہے
اس کے بغیر ساری زرخیزی اور محنت بے کار ہوگی۔ سارا پانی بے کار جائے گا
ہاں گیہوں کے بیج ڈالے بغیر اس محنت سے کوئی چیز پیدا تو ضرور ہوگی جو گھاس
کہلاتی ہے۔ اس کو گیہوں کہہ دینا دھوکہ ہے۔ اسی طرح خط کشیدہ شرط کے
بغیر جو جدوجہد ہوگی وہ حقیقی ذکر نہیں ہوگا۔ الحاصل حقیقی اور اعلےٰ ذکر کا نام لیکر
اس کے حصول کا ذریعہ "معروف لسانی اذکار" سے غفلت کرا دی جاتی ہے۔ تاکہ
نہ ادنیٰ ہاتھ میں رہے نہ اعلیٰ حاصل ہو۔

اب حضرت دہلویؒ اور حضرت جی مولانا یوسف صاحب کے ارشادات
سنیں جن کو مکاتیب مولانا الیاسؒ از حضرت مولانا سید ابوالحسن علی دام مجدہم ملفوظات

مولانا الیاسؒ از حضرت مولانا محمد منظور نعمانی دام مجدہم سوانح یوسفی تالیف مفتی عزیز الرحمان صاحب و دیگر مولانا محمد ثانی صاحب دام مجدہم سے نقل کرتا ہوں۔ ان کے مرتب حضرات تبلیغی جماعت کے خواص میں سے ہیں۔ یہ کتب کئی برس پہلے چھپی تھیں پھر ختم ہونے پر حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم نے زرِ کثیر صرف فرما کر دوبارہ چھپوائیں۔ اب آقا و مرشد حضرت شیخ دام برکاتہ نے بندہ کو حکم فرمایا کہ ان کتب میں سے ذکر کے متعلق جو ارشادات ہوں ان کو ایک جگہ جمع کر لو۔

نمبرا ـ مکتوب گرامی از حضرت دہلویؒ بنام تمام کارکنانِ تبلیغ علاقہ میوات ۔

میرے دوستو! اور عزیزو! تمہارے ایک ایک سال دینے کی خبر سے جو ابھی مسرت ہو رہی ہے وہ تحریر سے باہر ہے۔ اللہ تعالےٰ قبول فرماتے اور توفیقِ مزید عطا فرمائے۔ میں چند باتوں کی طرف آپ صاحبان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں۔

۱۔ اپنے اپنے ان لوگوں کی فہرست جمع کر کے مجھے اور شیخ الحدیث صاحب کو لکھیں کہ جو ذکر شروع کر چکے ہیں یا اب کر رہے ہیں یا چھوڑ چکے ہیں۔

۲۔ دوسرے جو بیعت ہیں اور ان کو بیعت کے بعد جو تبلایا جاتا ہے اس کو نباہ رہے ہیں یا نہیں ۔

۳۔ ہر مرکز میں جو مکاتب ہیں ان کی نگرانی اور جدید مکاتب کی جہاں جہاں ضرورت ہو۔

۴۔ تم خود بھی ذکر اور تعلیم میں مشغول ہو یا نہیں۔ اگر نہیں ہو تو بہت جلد اب تک کی غفلت سے نادم ہو کر شروع کر دو۔

۵۔ نمبر (۱) سے مراد یہ ہے کہ جن کو بارہ تسبیح (اس کو سلسلہ چشتیہ کی دوازدہ تسبیح کہتے ہیں) بتائی ہیں وہ پابندی سے پورا کرتے ہیں یا نہیں اور انہوں نے ہم سے پوچھ کر کیا ہے یا خود اپنی تجویز سے ذکر کرنے والوں کو دیکھ کر شروع کر دیا ہے ہر ہر شخص سے دریافت کر کے نمبر وار تفصیل لکھو۔

۶۔ اپنے مرکزوں سے ہر ہر نمبر کے متعلق نمبر وار تفصیل کے ساتھ کارگزاری میرے اور شیخ الحدیث صاحب کے پاس روانہ کرنے کا اہتمام ہو۔

۷۔ جو ذکر بارہ تسبیح کر رہے ہیں ان کو آمادہ کرو کہ وہ ایک ایک چلّہ رائے پور جا کر گزاریں (رائے پور ضلع سہارنپور حضرت رائے پوری کی مشہور خانقاہ ہے)۔

میرے عزیز تم خود غور کر لو کہ اس مکتوب گرامی میں کس قسم کے ذکر کی تاکید ہو رہی ہے اور زور دیا جا رہا ہے۔ تبلیغی جد و جہد میں نکلنے والوں کو صرف ذکر کے لئے پورے چلّے کے لئے کہاں جانے کا حکم ہو رہا ہے۔ اسی مکتوب میں نمبر دس پر بھی فرماتے ہیں کہ میرے دوستو تمہارے نکلنے کا خلاصہ تین چیزوں کا زندہ کرنا ہے۔ ذکر۔ تعلیم۔ تبلیغ یعنی تبلیغ کے لئے باہر نکالنا اور ان کو ذکر و تعلیم کا پابند کرنا۔ (مکاتیب)۔ میانجی عیسیٰ صاحب کو ایک طویل مکتوب کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں کہ اگر تم تبلیغ کی کوشش کے ساتھ ساتھ ذکر پر بھی مداومت رکھو گے تو انشاءاللہ عجیب و غریب برکات دیکھو گے (کیا یہ تبلیغی کوشش خود حقیقی ذکر نہ تھی کہ

حضرت نے ان کو ذکر لسانی کی طرف متوجہ فرمایا)

نمبر۲ - ذکر کے بغیر تبلیغی جد وجہد کا فتنہ وضلالت کا دروازہ بن جانے کا خطرہ -

ایک دن بعد نمازِ فجر جبکہ اس تحریک میں عملی حصہ لینے والوں کا نظام الدین کی مسجد میں بڑا مجمع تھا اور حضرت مولانا کی طبیعت اس قدر کمزور تھی کہ بستر پہ لیٹے لیٹے بھی دو چار لفظ بآواز نہیں فرما سکتے تھے تو اہتمام سے ایک خاص خادم کو طلب فرمایا اور اس کے واسطے سے اس پوری جماعت کو کہلوایا کہ آپ لوگوں کی یہ ساری چلت پھرت اور ساری جد وجہد بیکار ہو گی اگر اس کے ساتھ علم دین اور ذکر اللہ کا اہتمام آپ نے نہیں کیا - (گویا یہ علم وذکر دو بازو ہیں جن کے بغیر اس فضا میں پرواز نہیں کی جا سکتی) بلکہ سخت خطرہ اور اندیشہ ہے کہ اگر ان دو چیزوں کی طرف سے تغافل برتا گیا تو یہ جد وجہد مبادا فتنہ اور ضلالت کا ایک نیا دروازہ نہ بن جائے - آگے پھر فرماتے ہیں کہ علم وذکر کی اہمیت کو اس سلسلہ میں کبھی فراموش نہ کیا جائے اور اس کا ہمیشہ خاص اہتمام رکھا جائے - ورنہ آپ کی یہ تبلیغی تحریک بھی ایک آوارہ گردی ہو کر رہ جائے گی اور خدانکردہ آپ لوگ سخت خسارہ میں رہیں گے - (ص ۳۹)

نمبر۳ - (ذکر اللہ کے اہتمام کے بغیر نکلنا کچھ بھی نہیں اور خانقاہوں سے وابستگی کی ترغیب میں)

فرمایا ـــــ ہماری اس دینی دعوت میں کام کرنے والے سب لوگوں کو یہ بات اچھی طرح سمجھا دینی چاہیئے کہ تبلیغی جماعتوں کے نکلنے کا مقصد صرف دوسروں کو پہنچانا اور بتانا ہی نہیں ہے بلکہ اسی ذریعہ سے اپنی اصلاح اور اپنی تعلیم وتربیت

بھی مقصود ہے۔ لہذا نکلنے کے زمانے میں علم اور ذکر میں مشغولیت کا بہت زیادہ اہتمام کیا جائے۔ علم دین اور ذکر اللہ کے اہتمام کے بغیر نکلنا کچھ بھی نہیں۔ پھر یہ بھی ضروری ہے کہ علم و ذکر میں یہ مشغولیت اس راہ کے اپنے بڑوں سے وابستگی رکھتے ہوئے اور ان کی زیرِ نگرانی و زیرِ ہدایت ہو۔ انبیاء علیہم السلام کا علم و ذکر اللہ تعالیٰ کے زیرِ ہدایت تھا اور صحابہ کرامؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے علم و ذکر لیتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پوری نگرانی فرماتے تھے اسی طرح ہر زمانہ کے لوگوں نے اپنے بڑوں سے علم و ذکر لیا اور ان کی نگرانی اور رہنمائی میں تکمیل کی میں پھنس جانے کا بڑا اندیشہ ہے۔ صلا۔ (غور کریں کہ یہ نگرانی رہنمائی میں تکمیل کرنا اور ذکر لینا وغیرہ الفاظ کے کیا معنی ہیں کیا یہ سب صرف تین تسبیح سیکھنے کے لئے ہوتا ہے ؛ یا سلوک و تصوف و تزکیہ میں ہوتا ہے)

نمبر ۴۔ تبلیغی دوڑ دھوپ کرنے والوں کے لئے خلوت، تبتل اور کثرتِ ذکر کی زیادہ ضرورت

فرمایا — انبیاء علیہم السلام باوجود کہ معصوم اور محفوظ ہیں کہ علوم و ہدایات براہِ راست حق تعالیٰ سے حاصل کرتے ہیں، لیکن جب ان تعلیمات و ہدایات کی تبلیغ میں ہر طرح کے لوگوں سے ملنا جلنا اور ان کے پاس آنا جانا ہوتا ہے تو ان کے مبارک اور منور قلوب پر بھی ان عوام الناس کی کدورتوں کا اثر پڑتا ہے۔ پھر تنہائی کے ذکر و عبادت کے ذریعہ وہ اس گرد و غبار کو دھوتے ہیں۔

نمبر ۵۔ فتنوں سے حفاظت کا قلعہ

فرمایا — ذکر اللہ شرِ شیاطین سے بچنے کیلئے قلعہ اور حصنِ حصین ہے۔

لہذا جس قدر غلط اور بُرے ماحول میں تبلیغ کے لئے جایا جائے۔ شیاطین جن وانس کے بُرے اثرات سے اپنی حفاظت کے لئے اسی قدر زیادہ ذکر اللہ کا اہتمام کیا جائے۔ ص۱۱۔

نمبر ۶۔ فرمایا۔ مجھے جب بھی میوات جانا ہوتا ہے تو ہمیشہ اہلِ خیر اور ذکر کے مجمع کے ساتھ جاتا ہوں۔ پھر بھی عمومی اختلاط سے قلب کی حالت اس قدر متغیر ہو جاتی ہے کہ جب تک اعتکاف کے ذریعہ اس کو غسل نہ دوں یا چند روز کے لئے سہارنپور (جہاں عربی مدرسہ مظاہر علوم اور اہلِ ذکر مشائخ کا ماحول ہے) یا رائے پور (جہاں ذکر شغل کے لئے خانقاہ ہے) کے خاص مجمع اور خاص ماحول میں جا کر نہ رہوں قلب اپنی حالت پر نہیں آتا۔ دوسروں سے بھی کبھی کبھی فرمایا کرتے تھے کہ دین کے کام کرنے والوں کو چاہیئے کہ گشت اور چلت پھرت کے طبعی اثرات کو خلوت کے ذکر و فکر کے ذریعے دھویا کریں۔

نمبر ۷۔ فرمایا۔ علم و ذکر کا کام ابھی تک ہمارے مبلغین کے قبضہ میں نہیں آیا اس کی مجھے بڑی فکر ہے اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ان لوگوں کو اہلِ علم اور اہلِ ذکر کے پاس بھیجا جائے اور ان کی سرپرستی میں تبلیغ بھی کریں اور ان کے علم و صحبت سے مستفید ہوں۔

نمبر ۸۔ فرمایا۔ مولانا ہماری تبلیغ میں علم و ذکر کی بڑی اہمیت ہے۔ بدوں علم کے نہ عمل ہو سکے نہ عمل کی معرفت اور بدوں ذکر کے علم ظلمت ہی ظلمت ہے اس میں نور نہیں ہو سکتا۔ مگر ہمارے کام کرنے والوں میں اس کی کمی ہے۔ (۲۶)

نمبر ۹ ۔ حضرت دہلویؒ کے مذکورہ بالا ملفوظات کا خلاصہ حضرت کے جانشین حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ کی زبانی سنیں اس میں ان کا ایک ہی اہم مکتوب تحریر کرنا کافی ہے۔

فرماتے ہیں ۔ علم و ذکر اس کام کے دو بازو ہیں (کسی کسی جگہ گاڑی کے دو پہیوں کی مثال دیا کرتے تھے) ان میں سے کسی ایک کی کمی اور سستی اصل کام کے لئے سخت مضر اور کمزور کرنے والی ہے۔ ہر ایک اپنی جگہ نہایت ضروری اور لابدی ہے۔ علم و ذکر کے مراکز خانقاہیں ہیں اور مدارس ہیں۔ ہم اپنے ان دونوں بازوؤں کو قوی کرنے کے اندر ہر طرح ہر وقت "اہل علم" علماء اور مشائخ کے محتاج ہیں۔ وہ ہمارے بالخصوص ان دو اہم امور میں مقتداء ہیں۔ ہمارے ذمے لازم ہے کہ ہم علم و ذکر کی وجہ سے ان کی خوب قدر کریں۔ ان کی خدمت کریں۔ انکی صحبت کو اپنے لئے باعثِ اصلاح و نجات سمجھیں۔ اس بناء پر تبلیغ کے اہم نمبروں میں سے ہے۔ علماء مشائخ کی زیارت اور ان سے دعائیں لینا ان کے سامنے حالات تبلیغ سنانا اور مفید مشورہ حاصل کرنا۔

اللہ کی شان: کہ موجودہ تبلیغی طریقہ کے آئمہ تبلیغ جس جزو یعنی چلت پھرت دعوت و اختلاط ہی کی وجہ سے ذکر کو نہایت ضروری اور سستی کو نہایت خطرناک فرمارہے ہیں تو اس جزو کے بڑھ جانے سے ذکر کی ضرورت بھی زیادہ محسوس ہونا چاہیئے تھی۔ دیہات میں عوام کے اندر کام کرنے والوں کی نسبت شہروں میں کام کرنے والوں کو زیادہ ذکر کی ضرورت ہوتی ہے اور دیسی شہروں

میں کام کرنے والوں کی نسبت یورپین شہروں میں زیادہ ضرورت ہے، لیکن آج اللہ کے فضل سے اس جزو یعنی دعوت کا پھیلاؤ کے بڑھ جانے کو ذکر چھوڑنے کا عذر قرار دیا جاتا ہے۔ کیونکہ ذکر کرنے والوں کے اکثر خطوط آتے ہیں۔ زبانی بھی پوچھتے ہیں کہ چلہ میں جانے سے ذکر نہیں ہو سکا۔ وقت نہیں ملتا۔ ان کو سمجھا دیا جاتا ہے کہ یہی دعوت کا کام حقیقی ذکر ہے۔ یہ ذکر سے بڑھ کر ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

تبلیغ سے ذکر اور خانقاہ کے جوڑ کے سلسلہ میں حضرت دہلویؒ کا ارشاد:

تبلیغ میں ذکر اور اس کے مراکز خانقاہوں کی اہمیت واضح ہو جانے کے بعد خانقاہوں کو تبلیغ کے خلاف سمجھنا یا تبلیغ کو خانقاہوں کے خلاف سمجھنا اپنے اکابر کے ارشادات اور عمل کی صریح مخالفت ہے۔ اس بارے میں حضرت دہلویؒ کا ایک ارشاد سنیں۔ جو ایک مکتوب گرامی بنام حضرت شیخ الحدیث صاحب دامت برکاتہم سے ماخوذ ہے۔

تحریر فرمایا — یہ میری تبلیغ سالک کیلئے بمنزلہ اس چیز کے ہے جس کو مشائخ سلوک طریقت سے پہلے اس کے پابند ہونے کو لازم بتایا کرتے ہیں۔ اور اس کے التزام کو واجب رکھتے ہیں۔

چنانچہ حضرت شیخ المشائخ شیخ الحدیث دا ا عدہم کا موں ہے کہ عمومی بیعت کے بعد جب مریدین کو ابتدائی معمولات ارشاد فرماتے ہیں تو اس وقت اس بات کی ترغیب بھی دیا کرتے ہیں کہ ان معمولات و اوراد پر عملی مشق کے لئے

تبلیغ میں کچھ وقت گزارنا بہت مفید ہے۔ کہ وہاں ان کو سیکھ بھی لوگے اور عادت بھی ہو جائے گی۔

افسوس کہ اب اگر کوئی معمولات کا پابند چلہ میں جاتا ہے تو اس کے شیخ ہی کے پاس خطوط آتے ہیں کہ ذکر کی پابندی مشکل ہو رہی ہے۔ کیا کروں۔

خانقاہی اذکار کے متعلق اکابر تبلیغ کا معمول۔

تبلیغ میں ذکر کی اہمیت کے متعلق اکابر تبلیغ کے ملفوظات تو گزر چکے اب اُنکا ذاتی عمل ملاحظہ کریں۔ حضرت شیخ دام مجدہم سے بار ہا سنا کہ میرے چچا جان نوراللہ مرقدہٗ اپنی شدتِ علالت سے پہلے تک دوازدہ تسبیح دبارہ تسبیح کا بڑا اہتمام فرماتے تھے۔ ماہِ مبارک میں عصر کے بعد ذکر کرتے تھے۔ اس وقت پاس بیٹھنے والے کو بھی ایک طراوٹ آجاتی تھی۔ حضرت دہلویؒ طریقت میں قطب العالم حضرت گنگوہیؒ کے مرید اور حضرت سہارنپوریؒ کے خلیفہ تھے۔

حضرت دہلویؒ کے جانشین حضرت جی مولانا یوسف صاحبؒ جو طریقت میں حضرت دہلویؒ کے خلیفہ بھی تھے ان کا اس مقصد کے لئے رائے پور کی خانقاہ میں حاضری دینا اور اپنی زیرِ نگرانی ذکر بالجہر کروانا جس سے مسجد کی بنگلہ والی مسجد اور اوپر کا بڑا کمرہ تہجد کے وقت گونج جاتا تھا۔ یہ مناظر ہمارے آپ کے سامنے کے ہیں۔

پھر حضرت جی کے جانشین موجودہ امیر جماعت مولانا انعام الحسن صاحب دامت برکاتہم جو سلوک و طریقت میں حضرت دہلویؒ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ جنہوں نے

ہی برس مرکز کے مدرسہ کاشف العلوم میں بخاری شریف کا درس دیا۔ حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحبؒ ہی کے زمانے سے ذکر شغل کی لائن کا شعبہ آپ ہی کی زیرِ نگرانی رہا۔ اگرچہ تبلیغی مصالح کی بنا پر عمومی بیعت حضرت مولانا یوسف صاحب ہی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن اُن میں سے اوراد و معمولات کی پابندی کر کے آگے پوچھنے والوں کو آپ ہی کے پاس دوازدہ تسبیح سیکھنے یا پاس انفاس وغیرہ کا طریقہ جاننے کے لئے بھیجا جاتا تھا آنجناب بہت ہی اہتمام سے اس کی تلقین فرماتے تھے اور حضرت جی خود اپنی ذات سے بہت زیادہ ذاکر شاغل اور خلوت پسند تھے۔ مولانا محمد منظور نعمانی صاحب نے اپنے ایک مضمون میں تحریر فرمایا ہے کہ تبلیغ میں جس طرح مولانا یوسف صاحب دماغ تھے۔ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب قلب تھے۔

راقم الحروف کو میرے آقا و مرشد نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔ کہ زبانی اگر کوئی بات (ذکر کے سلسلہ کی) پوچھنا ہوا کرے تو مولانا انعام الحسن صاحب سے پوچھ لیا کرو کہ ان کی تمہارے ہاں آمد و رفت حج وعمرہ کے ذیل میں ہوتی رہتی ہے۔ اور بذریعہ خط مولانا منور صاحب سے پوچھ لیا کرو۔ خود حضرت مرشدی اپنے کسی خواب کی تعبیر حضرت جی مدظلہ ہی سے دریافت فرمایا کرتے ہیں۔ یہاں حضرت جی کا ایک واقعہ جو ہے تو اس تحریر سے غیر متعلق لیکن مجھ پر غایت تاثر کی بناء پر لکھنے کو جی چاہ رہا ہے۔ کہ جس طرح ہم کو ذکر کے بارے میں اکابر کے طرز کو اختیار کرنا چاہیئے اسی طرح معاملات میں ہماری کمزوری کی بھی بہت شہرت ہو رہی ہے ان کا بھی فکر کرنا چاہیئے۔ بلکہ ذکر سے زیادہ کیونکہ ذکر چاہے کتنا ضروری ہو لیکن اصلاً نفل ہے

اور صفائی معاملات اور ادائیگی حقوق واجب ہے۔

رمضان ۱۳۹۷ھ میں حضرت شیخ الحدیث دامت برکاتہم نے مدینہ پاک ہی قیام فرمایا۔ حضرت اپنی شدت علالت کی وجہ سے تراویح اپنی جائے قیام مدرسہ علوم شرعیہ ہی میں ادا فرماتے تھے۔ چار پانچ خادم ساتھ تھے۔ مدرسہ کی جگہ فی الجملہ عمومی ہونے کی وجہ سے رمضان میں وضو استنجاء کرنے والوں کا رش ہو جاتا تھا۔ جس سے مدرسہ کے اصل مقیمین کو تکلیف ہوتی تھی اس میں کچھ کمی کرنے کے لئے استنجاء خانوں کے باہر کاغذ پر اعلان لکھ دیا تھا کہ مقیمین کے علاوہ بلا اجازت غسلخانے استعمال نہ کریں۔ حضرت جی مدظلہٗ تشریف لائے ہوئے تھے۔ تبلیغی ضرورتوں کے تحت ان کا قیام تو مسجد نور میں ہوتا تھا، لیکن ان کا حضرت شیخ کا خصوصی مہمان ہونا اور ان کی ذاتی اہمیت ظاہر ہے کہ مدرسہ کے دیگر تمام مقیمین ان کے بمنزلہ خدام تھے۔ تراویح کے وقت مدرسہ کا دروازہ بند رہتا تھا لیکن اس کی تالی حضرت جی کو پیش کر دی گئی تھی تاکہ جب بھی تشریف لائیں دروازہ کھلوانا نہ پڑے۔

ایک روز تراویح کے دوران حضرت جی کو پیشاب کی حاجت ہوئی فراغت کے لئے حرم شریف سے مدرسہ تشریف لائے۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت اعلان پر نظر پڑ گئی۔ تو وہیں کھڑے ہو گئے۔ اندر نہیں گئے ادھر حضرت شیخ کے ہاں تراویح کا پارہ شروع تھا۔ سلام پھیرنے پر ایک خادم کمرے سے نکلا۔ تو حضرت نے اس سے کہا کہ پیشاب کی حاجت ہے روکے

کھڑا ہوں۔ کیونکہ یہ اعلان لگا ہوا ہے۔ خادم نے شرمندہ ہو کر عرض کیا کہ یہ حضرت کے لئے نہیں ہے اجنبی لوگوں کا رش ہو جاتا ہے۔ اس لئے لکھا تھا۔ یہ سن کر حضرت نے استنجاء خانہ استعمال فرمایا۔ اللہ تعالےٰ عافیت کے ساتھ حضرت جی کو بلند سے بلند مراتب عالیہ عطا فرمائے اور حضرت جی کا فیض تمام عالم میں عام ہو اس میں ہر قسم کے موانع دور ہوں۔

پرانے اہم کارکنان کی ذکر میں عدم توجہ کی وجہ:

میں نے یہاں ذکر اللہ کے فضائل بیان نہیں کئے۔ کیونکہ فضائل میں قرآن و حدیث کے نصوص کثیرہ میں سے ایک چھوٹا سا مجموعہ رسالہ فضائل ذکر ہر تبلیغی کارکن کے گویا زبانی یاد ہے کہ تبلیغی نصاب میں داخل ہے۔ روزانہ اس میں سے تعلیم ہوتی ہے۔ چھ نمبروں کے بیان میں ذکر پر تقریر ہوتی ہے۔ اور میں نے تبلیغ کے لئے ذکر کی ضرورت واہمیت کے بارے میں اکابر تبلیغ کا اہتمام اور سخت تاکید جو بیان کی وہ بھی کسی پرانے تبلیغی سے پوشیدہ نہیں۔ بلکہ انہوں نے اس کو بچشم خود دیکھا ہوا اور اپنے کانوں سے سُنا ہوا ہے۔ بلکہ میری تحریر سے بدرجہا بہتر طریقہ پر کئی دفعہ بیان بھی کیا ہوا ہوگا۔ اس سب کے باوجود تقسیم ملک کے بعد جب جماعت میں فعال قسم کے بہترین دماغ اور تشکیلی صلاحیت رکھنے والے بابوؤں اور نوجوان بھائی صاحبان کی کثرت ہو گئی تو کام کا پھیلاؤ تیزی سے شروع ہو گیا مگر یہ طبقہ ذکر کی لاتن سے ناآشنا تھا۔ اس لئے شیطان کو اپنے سے بچاؤ کے قلعہ کو توڑنے اور کام کی روح پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا

اس طرح کہ پھیلاؤ کے لحاظ سے واقعی کامیابی کے خوش کن مناظر سامنے آنے لگے اور ذکر کی افادیت سے ناآشنا طبقہ کے غالب آجانے سے ذکر کی آواز دب گئی۔

ذکر سے ناآشنائی کا یہ مطلب نہیں کہ یہ طبقہ خود بھی ذکر نہیں کرتا بلکہ اس کے خواص ذکر کرتے ہیں، بزرگوں سے بیعت ہیں۔ مگر انہوں نے ذکر کی لائن کو اتنا ہی اختیار کیا جتنا کہ جماعت کی ترتیب میں چھ نمبروں میں اس کی ضرورت تھی لہذا ان کی ذات کے لئے اتنا ذکر کافی ہوگیا اور چھ نمبروں میں محنت کی لائن سے ان کی دینی ترقی ہوئی بعض کو تو ماشاءاللہ خوب ہوئی۔ لیکن اپنے اکابر کی طرح ذکر کی لائن کو اس کی جملہ شرائط کے ساتھ مکمل طور پر حاصل کرکے جامعیت نہیں پیدا کی۔ جوکہ نہ تو سب کے لئے ضروری ہے اور نہ ہی سب کے لئے ممکن ہے۔ جیسا کہ یہی حال بابوؤں اور بھائی صاحبان کے علم کا ہے۔ کہ انہوں نے خود تو ضروری فرض علم حاصل کیا مگر مکمل علوم دینیہ تفسیر۔ حدیث۔ فقہ وغیرہ کے وہ عالم نہ ہوتے وہ مفتی نہیں ہیں۔ قاری نہیں ہیں۔ اسی طرح ذکر کا ضروری درجہ بے شک ان کو حاصل ہے، لیکن ذکر کے ثمرات، اس کی افادیت کی توضیح اور مشاہدہ ان کو حاصل نہیں۔ اب ایسی حالت میں جس طرح انہوں نے فقہ و حدیث کے احکام میں علماء کی تقلید کی ہے اسی طرح تبلیغ میں ذکر کے ضروری ہونے میں بھی اکابر کے ارشادات پر تقلیداً عمل کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن یہ حضرات جس طبقہ سے ادھر آتے ہیں اور بچپن سے جس طرح کی ان کی تعلیم و تربیت ہوتی ہے اس کا تقاضہ یہی تھا کہ وہ صرف کسی کے کہنے کی بناء پر ایک نظر نہ آنے والے فائدے یا نقصان

کو تقلیداً نہ مانیں۔ جب اس کے فضائل پڑھتے ہیں اور اس کی تاکید اکابر سے سنتے ہیں تو انکار بھی مشکل ہوتا ہے۔ اس وقت وہ تاویل کر کے ذکر اسی چیز کو قرار دے لیتے ہیں جو کہ نظر بھی آتی ہو۔ مثلاً دعوت و جد و جہد سے کام کا پھیلنا اور جماعتوں کا نکلنا وغیرہ جن باتوں کا ذکر کارگزاریوں میں ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ پھیلاؤ تبلیغی چھ نمبروں والے کام کا پھیلاؤ نہیں ہے۔ بلکہ اس نام سے کسی دوسری چیز کا ہے۔ جو کہ اصل کام کے لئے فتنہ ہے۔ اور اگر ذکر چھوڑنے کا کوئی اور جواز اور راستہ مل جائے تو اس پر فوراً لپکتے ہیں (اس جواز اور راستے کا بیان آگے وہمی دھوکہ میں کیا ہے) اور ذکر کا نام لینا بھی جرم سمجھتے ہیں اپنے کو ذاکر کہلانے سے ڈرتے ہیں۔ اور عام حالات میں چونکہ ذکر تبلیغ کے بنیادی نمبروں میں تھا اور تبلیغی نصاب میں فضائل ذکر بھی شامل تھا اس لئے اس کے نام کو باقی رکھنا ضرور ہوا تو دعوت ہی کو اپنی ذاتی اصلاح اور حقیقی ذکر قرار دینے کا فریب کامیاب ہو گیا۔ جس کی تفصیل گزشتہ اوراق میں گزر چکی ہے پھر خوب زور اور بے خوفی سے اس بات کو پھیلایا گیا اور عام فضا کو اپنے ساتھ ہم خیال کر لیا۔ ہمارے نفوس تو پہلے ہی ذکر سے کتراتے ہیں پھر شیطان نے پرفریب الفاظ بھی مہیا کر دیئے۔ چنانچہ کام کے نتائج کو دیکھتے ہوئے کچھ اہل ذکر اور پرانے حضرات بھی یا واقعی متاثر ہو کر بھائی صاحبان اور غیر ذاکر علماء کا ساتھ دینے لگے یا ان کی ضرورت، ان کی خوبیوں، عوام میں قبولیت اور کام کی فضا میں مرعوبیت اور ان کے غلبہ کی وجہ سے چپ ہو گئے اور کچھ بدقسمتی سے الگ بھی ہو گئے۔ اب یہاں تک نوبت پہنچ چکی ہے کہ کھلم کھلا

ذکر اور خانقاہوں کی مخالفت ہو رہی ہے۔ جس کی ابتداء تقسیم ملک کے وقت سے شروع ہوگئی تھی اور اسی وقت سے حضرت مرشدی شیخ الحدیث صاحب کی طرف سے اس کی روک تھام کا اہتمام رہا۔ چنانچہ آج سے ۲۲ برس پہلے کا ایک مکتوب حضرت شیخ کے دست مبارک کا لکھا ہوا نقل کرتا ہوں۔ والا نامہ پر تاریخ ۱۵ شوال ۱۳۷۷ھ ہے۔

کالج کا ایک سمجھدار اور ہونہار طالب علم جو اپنی اصلاح کی نیت سے جماعت میں وقت لگایا کرتا تھا۔ جب اس کو محسوس ہوا کہ اس دینی شفاخانہ میں دوا اور عام غذا تو ملتی ہے۔ مگر یہاں پینے کا پانی بالکل نہیں ملتا۔ جس پہ زندگی کا دار و مدار ہے۔ نیز ایک درجہ کی اصلاح کے بعد قوت کے لئے یہاں مقوی غذا کا بھی انتظام نہیں۔ تو اس نے اپنی پیاس بجھانے کے لئے تبلیغی اکابر کی طرف رجوع کیا۔ یعنی ذکر سیکھنے کے لئے۔ اس کی کالج سے سالانہ چھٹی ہونے والی تھی تو اس نے میرے آقا و مرشد حضرتِ اقدس شیخ الحدیث صاحب دام مجدہم کی خدمت میں استفسار کیا کہ چھٹی کا وقت کہاں گزارے۔ کیونکہ حضرت شیخ حضرتِ دہلویؒ کے رفیق کار رہے ہیں اور ان کے وصال کے بعد سے تبلیغ کے سرپرست ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ حضرتِ شیخ اصلاح و تزکیہ کی لائن کے بھی امام ہیں اس طالب علم نے اپنے تفصیلی حالات لکھ کر استفسار کیا تو حضرت کے یہاں سے جو والا نامہ صادر ہوا اس کو بعینہٖ حضرت کے الفاظ میں لکھتا ہوں"۔۔۔۔۔

جتنا وقت ملے وہ لاہور حضرت اقدس رائے پوری دام مجدہم کی خدمت میں

گزاریں۔ حضرت کا قیام ابھی تک لاہور میں ہے۔ وہیں حضرت کی خدمت میں مولوی اقبال (صوفی اقبال) بھی بندہ کے لکھنے کی وجہ سے رمضان گزاریں گے۔ حضرت کا پتہ یہ ہے کوٹھی نمبر ۳۲/بی جیل روڈ لاہور۔ یہ ناکارہ دعا کرتا ہے حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل وکرم سے آپ کو امتحان میں کامیاب فرمائے ہر نوع کی سہولت میسّر فرمائے۔

چنانچہ اس طالب علم نے لاہور حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کیا تو رائے ونڈ کے بعض ذمہ داروں نے اس کو روکنے کی بہت کوشش کی، لیکن جب وہ ان کی کوشش کے باوجود وہاں گیا تو رائے ونڈ کے ذمہ دار حضرات بہت ناراض ہوئے۔ اس طالب علم نے حضرت شیخ کی خدمت میں عریضہ لکھا۔ حضرت کے یہاں سے اس کے جواب میں جو والانامے صادر ہوئے ان کو حضرت ہی کے الفاظ میں لکھتا ہوں"..... اس سے بہت مسرت ہوئی کہ آپ لاہور حضرت رائے پوری دام مجدہم کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ آپ نے بہت ہی اچھا کیا اگر ساتھ ہی بیعت بھی ہو جاتے تو اور بھی بہتر تھا بندہ کا مشورہ اب بھی یہی ہے کہ حضرت کے وجود اور وہاں قیام کو بہت زیادہ غنیمت سمجھیں اور گنجائش نکل سکے تو وہاں دوبارہ حاضری کی سعی کریں کہ حضرت کا وجود چراغِ سحری اور نعمتِ غیر مترقبہ ہے اور حضرت ہی کے دستِ مبارک پر بیعت ہو جائیں"....."بھائی عبدالوہاب یا کسی دوسرے کی ناراضگی کا اس میں بالکل خیال نہ کریں حضرت رائے پوری دام مجدہم کی خدمت میں آئندہ بھی اگر موقعہ مل جائے تو ضرور حاضر ہوں میرے پاس

وقت گزارنے سے وہاں کی حاضری بہت زیادہ اہم ہے۔ البتہ اجتماعات کی شرکت اور یہ دینی کام بھی اشد ضروری ہے اس میں حتی اوسع شرکت کا اہتمام رکھیں"۔ اس والا نامہ پر تاریخ ۲۷ صفر ۱۳۷۸ھ ہے۔ ایک اور والا نامہ بھی حضرت شیخ دام مجدہم نے اس طالب علم کو تحریر فرمایا وہ بھی حضرت ہی کے الفاظ میں لکھتا ہوں"..... لاہور جانے سے مسرت ہوئی۔ آپ نے بہت اچھا کیا کہ یہ وقت وہاں گزارا اس میں رائے ونڈ والوں کی ناراضگی کی پرواہ نہ کریں۔ بلکہ بندہ کی طرف سے بھائی عبدالوہاب صاحب گمتھلہ والوں سے مطالبہ کریں کہ رائے ونڈ والوں نے ایسا کیوں کیا اگر ہو سکے یہی کارڈ بھائی عبدالوہاب صاحب کو ارسال کردیں کہ وہ مجھے براہِ راست اس کا جواب لکھیں۔ میں اس سلسلہ میں مولانا یوسف صاحب کو بھی آج خط لکھ رہا ہوں۔ میری تو خواہش یہ ہے کہ رائے ونڈ والے سب کے سب نمبروار وقت نکال کر وہاں حاضر ہوکریں۔ ان کے لئے بھی اشد ضروری ہے مولانا محمد یوسف صاحب خود اس کی سعی کر رہے ہیں کہ دو چار روز کے لئے لاہور حضرت کی خدمت میں حاضر ہو سکیں کا پاسپورٹ ختم ہوگیا وہ محض اس لئے اوسکی تیاری کی عجلت کر رہے ہیں۔ والا نامہ پر تاریخ ۲۔ محرم ۱۳۷۸ھ تحریر ہے۔ حضرت کے اصل والا نامے موجود ہیں۔ اگر دیکھنے کا جی چاہے تو فوٹو اسٹیٹ کرا کر ارسال کئے جا سکتے ہیں۔

اہم تنبیہہ: اس ساری بات کا حاشا وکلا یہ مطلب نہ لینا کہ جب کام میں یہ کمی آگئی ہے تو اس کمی کی وجہ سے اور فتنوں کے ڈر سے کام چھوڑ دو۔ بلکہ تحریر

کا مقصد وہی ہے جو شروع میں عرض کیا کہ کام میں جتنی رکاوٹ یا کمی آجائے اتنا ہی زیادہ کام میں لگنے کی ضرورت ہے۔ چنانچہ گزارش ہے کہ ذکر کی لائن کو خوب توجہ و اہتمام سے بغیر کسی حیلہ و تاویل کے اختیار کرتے ہوئے دل سوزی کے ساتھ کمی والے نمبر کی خوب دعوت دو یعنی تبلیغی مشغولی کے ساتھ اس کمی کو پورا کرو۔ نہ کہ الگ ہو کر۔ یہاں اس بات کو ٹالنے کے لئے ایک جواب دیا جایا کرتا ہے۔ کہ اہل ذکر حضرات تشریف لائیں ہماری سرپرستی کریں تو یہ کمی خود دور ہو جائے گی۔ اللہ کے بندو! ذکر تو تمہارے بنیادی اصولوں میں سے ہے اس کی تمہارے اکابر کی طرف سے سخت تاکید ہے۔ ذکر کے بغیر حقیقت میں تم خود ناقص تبلیغی ہو۔ نہیں کسی کے انتظار کی کیا ضرورت۔ ہاں خود پورے چھ نمبروں کو عمل میں لاتے ہوئے اہل ذکر کو کام میں جوڑنا تمہارا مستقل ایک کام ہے پھر کیا خبر کون کون جڑتا ہے کون نہیں جڑتا یہ تمہارے بس میں نہیں۔ ممکن ہے وہ کسی دوسرے طریقے سے تبلیغ میں مشغول ہوں یا کسی کو آپ کے طریقہ سے مناسبت نہ ہو۔ یا کوئی دوسرا عذر ہو یا بلا عذر ہی کسی کی قسمت میں اس لائن کی سعادت ہی نہ ہو۔ آخر آپ بھی تو دین کے دوسرے شعبوں اور تحریکوں میں جن سے آپ کو اختلاف نہیں۔ اور آپ کے اکابر ہی ان کو چلا رہے ہیں۔ لیکن آپ اپنے کام کی مشغولی کی وجہ سے اس میں عملاً شرکت سے معذور ہیں۔ بہر حال پہلے اپنی کمی کو خود پورا کریں۔ ذکر کی شرائط و آداب کے ساتھ ذکر کریں۔ بڑی شرط اکابر کی تجویز اور زیر نگرانی ذکر کرنا پہلے گزر چکا۔ اپنے ساتھیوں کو اس پر آمادہ کریں۔ اس طریقہ سے اہل ذکر

بھی خود ہی آپ کی طرف متوجہ ہوں گے۔ اس وقت آپ کا ان کی خدمت میں حاضری دینا استفادہ کے لئے نہیں ہوتا بلکہ دعوت کے لئے ہوتا ہے۔ آپ کو ان کے پاس نیت ٹھیک کر کے صرف ذکر سیکھنے کے لئے جانا چاہیئے۔ مقصد یہ کہ اس ذکر کی کمی کو باعث انتشار اور باعث افتراق نہ بنانا بلکہ اکابر کی متفقہ ضروری چیز ذکر اللہ اپنے میں پیدا کر کے زیادہ مجتمع ہونا ہے۔ کیونکہ متفقہ چیز پر اتفاق اور جوڑ پیدا کرنا آسان ہوتا ہے۔ لہذا آپ آج ہی سے جس طرح برسوں سے ذکر کے نمبر میں تسبیحات کو بیان کرتے رہے ہو۔ پڑھنا بھی شروع کر دو اور مزید کے لئے مولانا سعید احمد خاں صاحب سے یا حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب سے یا اپنی مناسبت کے کسی اور اہل نسبت و اہل ذکر سے رجوع کر و ان سے ذکر پوچھو ساتھیوں کو اس پر عملاً لگاؤ یہ نہیں کہ صرف دوسرے نمبروں میں ان کی پوری طاقت خرچ کروانے کے بعد جب چھٹی دو تو اعلان کر دو کہ بھائی اپنی اپنی تسبیحات پوری کر لینا۔ پھر دیکھو حضرات اکابرین کتنے خوش ہوتے ہیں پھر ان کا دل بھی تم کو اس لائن پر چلانے کے لئے کھلے گا۔

اب ذکر کے خلاف دوسرا فریب جس میں شیطان کو زبر دست کامیابی ہوئی ہے۔ تحریر کرتا ہوں۔

مگر یہ بے بنیاد دھوکہ انگریز اور امریکہ کے نام کی طرح اتنے زور سے مسلط ہو چکا ہے کہ اس کا نام سنتے ہی آپ سنجیدگی سے اس کے خلاف کچھ نہیں سن سکیں گے اور دوسری طرف تبلیغی کام کی عظمت اور افادیت کا تقاضہ

بھی یہی ہے کہ جس بات میں کام کے نقصان کا شبہ اور احتمال بھی ہو اس سے بچنا چاہیئے۔ احتیاط کرنا عقلمندی ہے لیکن دھوکہ میں پڑے رہنا بھی کام کے لئے نقصان دہ ثابت ہوا ہے اِس لئے میں شروع ہی میں دھوکہ کا نام نہیں لکھتا

پہلے آپ سے چند سوال کرتا ہوں اور خود ہی ان کے بدیہی جواب عرض کرتا ہوں تاکہ آپ پر دھوکہ کے نام سے مرعوب ہوتے بغیر صورت حال واضح ہوجائے اور اس کو ختم کرنے کے لئے احسن طریقہ سے سوچنے پر آمادگی ہوجائے۔

سوال نمبر ۱۔ ہماری جماعت میں "عرب حضرات" کے لفظ سے کون لوگ مراد ہیں: کیا ہم تمام سعودی عرب۔ تمام مصر۔ سوڈان، لبنان، شام، الجزائر وغیرہ عرب ممالک کے لوگوں کو عرب نہیں کہتے ؟

جواب : ہاں ہمارے ہاں خصوصًا ہندو پاک میں عرب حضرات کے لفظ سے مراد سب ہی ہیں۔

نمبر ۲۔ سارے سعودی عرب میں صرف ایک طبقہ جن کو سلفی یا غیر مقلد کہا جاتا ہے۔ اس کو چھوڑ کر کیا باقی سارے سعودیہ میں عمومًا اور دوسرے جملہ عرب ممالک میں خصوصًا ایسی بدعات وخرافات نہیں ہیں جن کے جس طرح غیر مقلد حضرات مخالف ہیں۔ ہمارے اکابر اور ہماری جماعت بھی اسی طرح مخالف ہے ۔ عرب ممالک میں تو ذکر اللہ کے پاک طریقوں کے بجائے اس میں رقص و مزامیر تک شامل ہے۔ یہ لوگ ہندو پاک کے بدعتی وخرافاتی طبقہ سے کم نہیں ہیں ؟

جواب : بے شک اسی طرح ہے۔ جن کو یہ حقیقت معلوم نہ ہو وہ معتبر

لیکن غیر جانب دار جاننے والوں سے پوچھ لیں۔ مثلاً مولانا عبدالحفیظ مکی وغیرہ سے معلوم کر لیں۔

نمبر۳۔ کیا سعودیہ کا مذکورہ بالا صرف ایک طبقہ جو تقلید کو خصوصاً حنفی ہونے کو بدعت، شرک نہیں کہتا۔

جواب: ہاں اس طبقہ کے متعصب عوام تو یہی کہتے ہیں اور اس کو عقیدہ کا اختلاف سمجھتے ہیں۔ لیکن اس طبقہ کے خواص اہل علم حضرات اس کو جزدی اختلاف کہتے ہیں۔

نمبر۴۔ اس طبقہ کے علماء کو جس طرح آپ کے حنفی ہونے کا اور دوسرے اختلافی مسائل مثل وسیلہ وغیرہ کا علم ہے اسی طرح آپ کے اہل تصوف میں سے ہونا آپ کے اکابر کے ہاں ذکر و بیعت رواج ہونا معلوم نہیں ہے؟

جواب: ضرور معلوم ہے۔ ان کے ہندی ہم مسلکوں میں سے جو تبلیغ کے خلاف ہیں وہ خود صورت حال کو بڑھا چڑھا کر اپنے بڑوں کو باخبر رکھتے ہیں۔ اسی لئے جب ان کے علماء کے سامنے ایک طرف تبلیغ کی افادیت اور دوسری طرف یہ اختلافی مسائل سامنے آئے تو انھوں نے اپنے مخصوص ذرائع سے اور بذات خود حقیقی بات ہے اس کو معلوم کر رکھا ہے اور مطمئن ہیں۔

نمبر۵۔ تبلیغ کے سرپرست حضرت شیخ دام مجدہم اور تبلیغ کے حامی حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دام مجدہم کا تصوف کے بارے میں طرز عمل اور تصوف میں ان کی اردو تصانیف کا ان کو علم نہیں؟ تصوف کے بارے میں علی میاں صاحب

کی عربی کتاب ربانیہ اور رہبانیہ کئی سال پہلے چھپ چکی جو خالص طور پر اسی مذکورہ طبقہ کے لئے لکھی گئی۔ پھر اب تازہ تصنیف خالص تزکیہ و سلوک ہی کے نام سے چھپی۔ ان کے اس بارے میں مختلف مضامین بہت ہیں اور شیخ طریقت شیخ الحدیث صاحب کی کتاب شریعت و طریقت کی تعریب ابھی ہوئی ہے۔ جس میں اس کو اشارہ غیبی سے کروایا جانا معرب نے لکھ بھی دیا ہے۔ پھر کیا ان دونوں حضرات کی عزت و احترام اور اثر میں کمی آئی یا پہلے سے زیادہ ہوئی؛ کیا ان کو اسی کام نے نقصان پہنچایا۔

جواب: بے شک عزت و قبولیت بڑھ ہی رہی ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔

سوال نمبر ۶۔ اس مذکورہ عربی طبقہ میں سے چند کی خاطر آپ نے تقلید چھوڑ دی یا کم از کم تقلید شخصی چھوڑنے میں حنفیت چھوڑ دی۔ کیا آپ نے تبلیغ کے چھ نمبروں میں چھ کے عدد کے اشکال کی بناء پر کم یا زیادہ کر دیا۔ اسی طرح مہینہ میں تین دن کی تخصیص اور ہفتہ میں ایک شب اور چلہ وغیرہ ان جہلاء متعصبین کے نزدیک بدعت نہیں؟ اور آپ نے سوائے ذکر کے اور کسی اصول میں تبدیلی کی؟

جواب: نہیں بلکہ معقول اشکالات کا جواب دیا گیا اور متعصب جہلاء کے اشکالات اور مخالفت کی پرواہ نہیں کی گئی۔ مثلاً تقلید کو بعض جگہ اس طرح سمجھایا گیا کہ ہم صرف اہل حدیث نہیں ہیں ہم اہل حدیث والقرآن ہیں۔ ہم نے ساری احادیث پر عمل کرنے کا بہترین طریقہ اختیار کیا ہے جو کہ تقلید میں ہے اور یہ کہ غیر مقلدیت علی اطلاقہ بدعت ہے۔

سوال نمبر ۷ : آپ کے ہاں کی توحید اور آپ کے کام کی افادیت کی تحقیق کر کے اس طبقہ کے مخلص سمجھ دار اکابر علماء جن میں بعض بڑے بڑے سرکاری عہدوں پر بھی ہیں - آپ کے ساتھ مسائل میں اختلاف رکھتے ہوئے آپ کے کام کے حامی اور ہمدرد نہیں ہیں ؟

جواب : ہاں ضرور ہیں ان کی عملی شرکت اور بعض کی تحریری تائیدیں و فتاویٰ شاہد ہیں ؟

سوال نمبر ۸ - تصوف میں جو بدعات و خرافات داخل ہوگئی تھیں کیا آپ کے اکابر ان کے خلاف نہیں اور ان بدعات کے رد میں ان کی کتب نہیں ہیں ؟ اور تصوف کا ابتدائی دور جس میں وحدت الوجود وغیرہ مشکل مسائل سے بھی بحث ہے کیا ہمارے اکابر کے تصوف کا بھی وہی دور ہے یا حضرت مجدد صاحبؒ اور حضرت گنگوہیؒ کا سادا و مسنون پابند شریعت اور مدلل تصوف پر عمل ہے -

جواب : بے شک ہمارے تصوف کو شریعت کے عین مطابق ثابت کرنا بہت آسان ہے -

سوال ۹ : آپ اپنی بہت سی مختلف فیہ چیزوں پر قائم رہے - جن میں بہت سی معمولی درجہ کی محض انتظامی قسم کی بھی تھیں لیکن آپ نے ان کے متعلق دوسروں کو مطمئن کیا یا برداشت کروایا - صرف ایک ذکر اللہ ہی نعوذ باللہ ایسی زاید چیز تھی - جس کے حق میں آپ کے پاس قرآن و حدیث کی کوئی دلیل نہ تھی ، جو کہ اس کو اپنے لئے خود ہی جرم قرار دے لیا - دوسرے اشکالات کی طرح اس کا جواب یا

برداشت کروانے کی کوشش نہیں کی گئی اور اپنے اصول اور طرز کے مطابق متعصب لوگوں کی مخالفت کی پرواہ نہ کرنا عمل میں نہیں لایا گیا۔ کہ ایسے چند لوگوں کی مخالفت کا فتنہ تو حقانیت کی دلیل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے وجعلنا بعضکم لبعض فتنۃ اتصبرون۔ یعنی پیغمبر میں کافروں کا ایمان جانچنے کو اور کافر میں پیغمبروں کا صبر جانچنے کو۔

جواب: بے شک اس بارے میں یہ کوتاہی ہوئی ذکر میں جہر مفرط خود مشائخ کے ہاں منع ہے اور جہر بھی ذکر کی لازمی شرائط میں سے نہیں ہے کہ کبھی حذف اور خفی نہ ہو سکے۔ بلکہ جملہ شرائط مشائخ کے ہاں مختلف فیہ ہیں۔ جہر میں تو سونے والے نماز پڑھنے والے کی رعایت میں بھی حذف کی ہدایت ہوتی ہے تو کبھی کسی خصوصی مہمان کی خاطر دینی مصلحت سے کمی کردی جایا کرتی تو مضائقہ نہ تھا مگر محض عرب کا لفظ لگتے ہی ہر ایک ایسا دبک جائے کہ نفس ذکر ہی ختم کروا دیا جائے۔ یہ بہت غلط ہے اور لاعلمی میں عرب حضرات پر بہتان ہے۔ اس طرز عمل سے ذکر کے فضائل، تبلیغ میں اس کی ضرورت کے متعلق اکابر کے ارشادات سب کی عدم اہمیت ظاہر ہے۔ اس صورتِ حال کی وجہ گزشتہ صفحات میں ذکر کی لائن سے ناآشنائی کے لفظ کی تشریح میں بیان ہو چکی، ضروری چیزوں میں اشکالات کو سمجھانے کی کوشش ہونی چاہیے۔ اس میں کامیابی ہوتی ہے۔ سلوک کے اذکار میں سب سے مشکل اشکال اسم ذات مجرد کی دلیل نہ ہونے کا مشہور ہے۔ جس کو علمی طور پر حضرت تھانویؒ نے بوادر النوادر میں حل فرما کر دلائل دیتے ہیں

حضرت اقدس شیخ نے بھی مفصل اس کا جواب دیا ہے۔لیکن زیر بحث طبقہ کے لوگوں میں باریک دلائل اور علمی باتوں سے زیادہ مناسبت بھی نہیں ہوتی۔نہ استعداد ہوتی ہے وہ لوگ عام آسان بات سے بھی چپ ہوسکتے ہیں۔ اور ہٹ دھرم کا کوئی علاج نہیں۔خود موجودہ حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب مدظلہٗ نے اپنا واقعہ سنایا تھا کہ ایک عالم صاحب نے اسم ذات کے ذکر کے متعلق سوال کیا کہ دلیل کہاں ہے۔حضرت جی نے فوراً فرمایا کہ قرآن میں ہے وہ سن کر حیران ہوگیا کہ قرآن میں ہے؟ حضرت جی مدظلہٗ نے آیت پڑھ دی وَاِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَحْدَہُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَۃِ یعنی جب نام لیا جائے خالص اللہ کا، رک جاتے ہیں دل ان کے جو آخرت کا یقین نہیں رکھتے + عالم صاحب پر یہ سن کر سکتہ طاری ہوگیا۔حالانکہ اس جواب پر علمی اشکال ہیں مگر علمی تحقیق وہ کیا سمجھتا اس کو یہی دلیل کافی ہوگئی۔کئی دفعہ خود راقم الحروف نے اس سے بھی آسان جواب دیا اور مخاطب چپ ہوگیا۔کہ اُذْکُرِ اسْمَ رَبِّکَ یعنی اپنے رب کے نام کا ذکر کرو۔رب کا نام کیا ہے۔لفظ مبارک 'اللہ' ہی تو ہے۔یہی اسم ذات ہے یا کچھ اور؟ اور کبھی یہ کہہ دیا کہ حدیث پاک میں ہے کہ قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک اللہ اللہ کہنے والا کوئی باقی ہوگا۔یہ اللہ اللہ کرنے کا ثبوت ہے یا نہیں؟ اسی طرح اگر فکر اور توجہ ہو تو سلوک کے باقی اذکار کی شرائط کو بھی عقلی و نقلی طور پر سمجھایا جاسکتا ہے۔اور ان چیزوں کے متعلق اپنا عقیدہ، ان کی ضرورت اور مصلحت بیان کی جاسکتی ہے۔بشرطیکہ اس کا اہتمام اور فکر کما حقہ ہو

سوال نمبر۱۰۔ جس طبقہ کی رعایت میں ذکر کو قربان کیا گیا۔ کیا کام کو بند کرنے والا وہی طبقہ نہیں ہے ؟ اور انہوں نے کام کو یہ کہہ کر بند کر دیا کہ ہم تم لوگوں کو بالکل بے قصور سمجھتے ہیں۔ تمہارے اوپر کوئی جُرم نہیں۔

جواب : یہ بھی واقعہ ہے بلکہ شاید جماعت کے متعلق ذکر کی شہرت ہوتی تو مفسدین کی مسلک سے مخالفت اور ان کی عدم مشابہت کی وجہ سے یہ مصیبت نہ ہی آتی۔ بندہ کے نزدیک ظاہری اسباب جو بھی ہوں اصل میں یہ ذکر اللہ کی بے ادبی اور مخالفت کی سزا ہے۔ لہذا توبہ کی ضرورت ہے اور تلافی کرنے پر فضل کی اُمید ہے

یہ دس سوال اور ان کے جوابات بندۂ ناقص کے ہیں۔ گو مجھے بھی تقریباً بیس برس اس ملک میں رہتے ہوئے ہونے کو ہیں، لیکن میری یہ حیثیت نہیں کہ میں اپنے جوابات کو ٹھیک ہی سمجھوں لہذا محترم مولانا ملک عبدالحفیظ صاحب مکّی جو بچپن سے یہاں ہی کے اعلےٰ مدارس میں پڑھ کر اسی طبقہ کے پر جوش ہم مسلک اور ذکر وغیرہ کی شرائط کے مخالف تھے۔ معہ اپنے والد ماجد کے تبلیغ کے خواص میں سے ہیں۔ موجودہ صورتِ حال اور تبدیلی سے بھی خوب واقف ہیں۔ انہیں کے قلم سے اپنے جواب پر تبصرہ لکھواتا ہوں کہ کیا اب بھی عرب حضرات کا تو اباقی ہے یا نہیں ؟ اس وقت تبلیغ میں ذکر کی تو کوئی بات ہی نہیں اب تو پورے تصوف کی زور سے دعوت دینے اور عمل کرنے کے لئے فضا سازگار ہو گئی ہے گو اس سازگاری کی وجہ قابلِ افسوس ہے۔ جیسے کسی کے بیوی بچے مر جائیں تو رجوع الی اللہ اور ذکر سے وابستگی کا اچھا موقع ہوتا ہے کہ دل ٹوٹا ہوا ہوتا ہے

لیکن حادثہ تو قابل افسوس ہی ہوتا ہے۔ بلکہ اب فضا میں نرمی قابلِ اعتراض حد تک ہو گئی ہے۔ جس سے غلط بدعتی لوگ بھی آزاد ہو رہے ہیں۔

تبصرہ از حضرت مولانا عبدالحفیظ صاحب مکی سلمہ تعالےٰ۔

نحمدہٗ و نصلی علے رسولہ الکریمؐ اما بعد: سعودی عرب کو بدنام کرنے کے بارے میں۔ بہت سی عجیب و غریب باتیں لوگ پھیلا رہے ہیں۔ بعض اپنی سادگی و جہالت کی بناء پر اور بعض کسی بغض یا عناد پر۔ خاص طور پر تقلید و سلوک کے بارے میں یہ حقیقت ہے کہ سعودی نظام حکومت میں دین اسلام مذہب اہلسنت والجماعت اور فقہ حنبلی پر فقہی اختلافات میں عمل ہے۔ قضاۃ و تعلیم ساری کی ساری حنبلی مذہب کے مطابق ہے۔ اسی لئے مذاہب اربعہ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی کسی مذہب کے خلاف قطعاً حکومت یا اس کا کوئی قانون نہیں ہے۔ البتہ چونکہ عمل تو ایک ہی مذہب پر ہو سکتا ہے اور چونکہ شیخ محمد بن عبدالوہاب کٹر حنبلی تھے جو کہ حکومت کے پیش رو ہیں اس لئے عملاً حنبلی مذہب اختیار کیا۔ نیز اسی طرح صحیح شرعی سلوک و تصوف کے بارے میں بھی اصلاً شیخ محمد بن عبدالوہاب اور ان کے آل و علماء راسخین بالکل خلاف نہیں ہیں۔ ان حضرات کے پیش رو و اکابر شیخ الاسلام ابن تیمیہ و ابن القیم وغیرہ کی کتب و آراء اس بارے میں مشہور ہیں۔ خود سعودی حکومت نے اپنے خرچ پر شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا فتاوی چھپوایا

اسمیں ایک پوری جلد تصوف کے بارے میں ہے اور ایک پوری جلد سلوک کے بارے میں ہے۔ جس میں شرعی سلوک و تصوف کے بارے میں صاف واضح الفاظ میں تائید و حمایت فرمائی ہے۔ البتہ اس میں وارد ہ بدعات و خرافات کی قوت سے نشان دہی و تردید کی ہے۔ شیخ ابن قیم کی تو پوری کتاب مدارج السالکین ہے ہی تصوف کی مشہور کتاب منازل السائرین کی مفصل شرح و خدمت ہے اسی طرح سعودی حکومت و دارالافتاء کی طرف سے مشہور تصوف کے آئمہ کی کتابیں جیسے امام غزالی کی احیاء علوم الدین اور امام قشیریؒ کا رسالہ قشیریہ اور شیخ سہروردیؒ کی عوارف المعارف اور امام ابوطالب مکی کی قوت القلوب وغیرہ کی باقاعدہ قانوناً باہر سے آمد اور اسکی نشر و اشاعت اور مکتبات میں بکنے کی عمومی اجازت ہے۔

اسی طرح اس بات کی مشہور علماء نجد آل شیخ محمد بن عبدالوہاب نے مختلف مواضع پہ توضیح فرمائی ہے کہ شریعت کے مطابق تصوف کے وہ ہرگز خلاف نہیں اور یہی ہمارے اکابر کا امتیاز عمل رہا ہے کہ تصوف برحق مگر ہر حال میں وہ شریعت کا پورا پورا پابند۔

البتہ چند متعصب بے وقوف قسم کے لوگ جو کہ ہر طبقہ و جماعت میں موجود ہوتے ہیں۔ ایسے سعودی عرب میں بھی پائے جاتے ہیں اور بدقسمتی سے ان میں سے بعض اچھے عہدوں پہ بھی فائز ہیں۔ اس لئے بعض سطحی نظر والوں کو اس بارے میں دھوکہ ہو جاتا ہے۔ حالانکہ الحمدللہ سعودی عرب کا اکثر سنجیدہ سمجھدار علمی طبقہ

اس بات کے حق میں ہے کہ جزئی اختلافات کو نظر انداز کرنا چاہیئے۔ لہذا مندرجہ بالا سوالات اور جوابات تو واقعات و حقائق پر مبنی ہیں۔ اس میں شک صرف اسی کو ہو سکتا ہے۔ جو حالات سے ناواقف ہو یا اس پر وہم کا غلبہ ہو۔

دستخط : عبدالحفیظ (مدینہ منورہ)

۲۵۔ ربیع الاوّل ۱۴۰۱ھ

تعمیر پرنٹنگ پریس فیروزپور روڈ لاہور

قیمت : -/۳ روپے